ذکرِ رفتگاں/ گوشۂ وفیات:

محمد سلمان منصور پوری

نمونۂ سلف، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری نور اللہ مرقدہٗ سے وابستہ چند یادیں

جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کے جلیل القدر شیخ الحدیث، برکۃ العصر حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ کے منظورِ نظر اور علمی جانشین، عالم اِسلام کے عظیم محدث، دورِ حاضر میں فنِ حدیث شریف میں سند کی حیثیت رکھنے والے بلند مرتبہ عالم دین، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری نور اللہ مرقدہٗ مؤرخہ ۱۱؍ جولائی ۲۰۱۷ء مطابق ۱۶؍ شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ بروز منگل صبح ساڑھے نو بجے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اُسی دن بعد نماز عصر مخدومِ گرامی حضرت اَقدس مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی زید مجدہم کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ اَدا کی گئی، جس میں اَطراف واَکناف کے ہزارہا ہزار علماء، طلبہ اور عوام وخواص شریک تھے، جو نم آنکھوں سے آپ کو خراجِ عقیدت پیش کررہے تھے۔ کمال شاہ کے وسیع قبرستان میں بزرگوں کے جلو میں مغرب سے قبل آپ کو سپردِ خاک کیا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

حضرت موصوف اِس دور میں سلفِ صالحین کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ ورع وتقویٰ، زہد وقناعت اور اِنابت الی اللہ میں ممتاز مقام پر فائز تھے۔ علومِ حدیث پر نہایت گہری نظر تھی، سیکڑوں راویوں کے نام اور متنِ حدیث کی تشریح کے متعلق شارحین کے بے شمار اَقوال نوکِ زبان تھے۔ آپ نے تدریس ومطالعہ ہی کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا، اور دنیا کے سب علائق سے آزاد ہوکر صرف علمی مشاغل میں ہی اپنی زندگی گذاردی، اور بچپن ہی سے ضعف اور بیماریوں میں مبتلا رہنے کے باوجود تا دمِ آخر علمی فیض رسانی میں مشغول رہے۔

آپ کی ولادت ۲۵؍ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲؍ اکتوبر ۱۹۳۷ء بروز دوشنبہ ہوئی، اصل وطن کھیتا سرائے مانی کلاں ضلع جون پور یوپی ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی، اُس کے بعد ۱۳؍ سال کی عمر میں مدرسہ ''ضیاء العلوم'' مانی کلاں میں داخل ہوئے، اور فارسی سے لے کر نور الانوار تک تعلیم حاصل کی، جہاں حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ اور بعد میں حضرت مولانا عبد الحلیم صاحبؒ کی خصوصی

توجہات حاصل رہیں۔ ۱۳۷۷ھ میں مظاہر علوم سہارن پور میں داخل ہوئے، اور ۱۳۸۰ھ میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت ہوئی، ۱۳۸۱ھ میں مظاہر علوم میں معین مدرس مقرر ہوئے، ۱۳۸۸ھ میں کل ۳۳ر سال کی عمر میں شیخ الحدیث بنائے گئے، اور تادمِ آخر مسلسل پچاس سال اِس منصب پر فائز رہے۔ ۱۳۸۷ھ میں جب پہلی مرتبہ آپ نے دورۂ حدیث شریف کی کتاب پڑھائی تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے آپ کے نام ایک رقعہ لکھا تھا جو شیخ کی طرف سے آپ پر اعتماد کی کھلی نشانی ہے، بطور برکت اِس رقعہ کا مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے: ’’

ابھی کم سن ہیں وہ کیا عشق کی بات جانیں
عرضِ حالِ دلِ بے تاب کو شکوہ سمجھے

ابھی تدریس دورہ کا پہلا سال ہے، اور اِس سیہ کار کو تدریس دورہ کا اکتالیسواں سال ہے، اور تدریس حدیث کا سینتالیسواں سال ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے، اور مبارک مشغلوں میں تادیر رکھے، جب سینتالیس پر پہنچ جاؤ گے، تو اِن شاء اللہ مجھ سے آگے ہوگے‘‘۔ فقط

زکریا ۲۴؍ رجب ۱۳۸۷ھ

اِس پرچہ کو نہایت احتیاط سے کسی کتاب میں رکھیں، چالیس سال بعد پڑھیں‘‘۔

آپ کے کثرتِ مطالعہ اور علمی گیرائی کی بنا پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ اکثر علمی وتحقیقی سوالات آپ کے سپرد فرماتے تھے، اور آپ پوری تحقیق سے اُن کے حوالجات تحریر فرماتے تھے۔ اسی طرح ملک وبیرونِ ملک کے محقق علماء آپ سے رجوع فرما کر اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ اِس طرح کے قیمتی اِفادات کا بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا، جو اَب ’’نوار الفقہ‘‘ اور ’’نوادر الحدیث‘‘ اور ’’الیواقیت الغالیہ‘‘ کے نام سے شائع ہوگیا ہے، جب کہ بخاری شریف کے حواشی ’’نبراس الساری‘‘ کے نام سے شائع ہورہے ہیں، اللہ تعالیٰ جلد تکمیل کے اسباب مہیا فرمائیں، آمین۔

آپ اگرچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے بیعت ہوئے تھے؛ لیکن اولاً حضرت اَقدس مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا، اور بعد میں حضرت شیخ نے بھی اجازت مرحمت فرمائی، چناں چہ آپ نے اِس سلسلہ کو جاری رکھا اور ملک وبیرونِ ملک تک آپ کے متوسلین کا حلقہ وسیع تھا۔

ہم لوگ جب دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے تو چھتہ مسجد میں حضرت فقیہ الامتؒ کی مجلس میں کبھی کبھار آپ

تشریف لاتے، علمی گفتگو کا سلسلہ ہوتا، حضرت کی نازک مزاجی مشہور تھی، اِس لئے ہم جیسوں کو بات کرنے کی بھی ہمت نہ ہوتی، بس زیارت یا کبھی صرف مصافحہ پر اکتفاء کیا جاتا؛ تاآں کہ دورۂ حدیث شریف کے سال یعنی ۱۴۰۷ھ میں رجب کی آخری تاریخوں میں بعض قریبی اَحباب کے ساتھ آپ کے ''ختم مسلسلات'' میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، اُس وقت حضرت شیخ مظاہر علوم (دار قدیم) کے ایک چھوٹے سے کمرے میں مقیم تھے، اور متصل ''مسجد کلثومیہ'' میں نماز اَدا فرماتے تھے۔ ہم لوگ رات ہی میں سہارن پور پہنچ گئے تھے، نماز فجر کے بعد طلبہ کی بھیڑ میں حضرت سے مصافحہ ہوا، اور مسلسلات کی عبارت پڑھنے کی اِجازت لی، حضرت نے عمومی اِجازت دے دی۔ صبح اشراق کے بعد دار الحدیث قدیم میں درس شروع ہوا، تو اندازہ ہوا کہ یہاں عبارت پڑھنے کا انداز مختلف ہے، یعنی دیوبند میں تو ذرا ٹھہر ٹھہر کر رواں عبارت پڑھی جاتی ہے، جس میں کچھ ترنم بھی شامل ہوتا ہے، جب کہ یہاں وہی طالب علم شیخ کی نظر میں پسندیدہ ہوتا ہے جو تیز سے تیز تر عبارت پڑھے۔ بہرحال جیسا تیسا پڑھا گیا، عبارت خوانی میں حصہ لیا، درس کے دوران کبھی کبھی بے خودی میں حضرت ''الا اللّٰہ'' کی ضرب لگاتے، تو ایک بجلی سی کوند جاتی تھی، پوری جلالتِ شان کے ساتھ درس مکمل ہوا، اور دعا کے لئے مخدومِ گرامی حضرت اَقدس مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے، یہ نورانی مجلس ختم ہوئی، اور ہم لوگ دیوبند واپس آگئے۔ بعد میں یہ خبر ملی کہ حضرت شیخ کو کسی نے ہمارے بارے میں خبر دی کہ وہ بھی شریکِ درس تھا، تو حضرت نے فرمایا کہ میں پہچان نہیں سکا اور بکمالِ شفقت یہ کہلوایا کہ اگلے سال احقر دوبارہ ختم مسلسلات میں شریک ہو، چناں چہ آئندہ سال بفضلہٖ تعالیٰ پھر حاضری ہوئی اور حضرت نے آگے بٹھا کر مسلسلات کی اکثر عبارت احقر سے پڑھوائی، فالحمد کلہ للّٰہ۔

اُس کے بعد گاہے بگاہے سہارن پور خدمت میں حاضری ہوتی رہی، اور جب بھی حاضری ہوتی، نہایت بشاشت کا اظہار فرماتے، اور حسبِ حال قیمتی نصیحتوں سے نوازتے تھے، اور اکثر اپنی ابتدائی طالبِ علمی کے اَحوال خصوصاً اپنے مشفق اُستاذ حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کے حالات بڑے ذوق وشوق سے سنایا کرتے تھے، اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کا ذکر آجاتا تو طبعیت کھل جاتی، اور دیر تک آپ سے عقیدت ومحبت کا اظہار فرماتے رہتے تھے۔ اِسی دوران ایک مرتبہ مرادآباد تشریف آوری ہوئی، تو احقر کی درخواست پر مدرسہ شاہی میں بھی رونق افروز ہوئے، اور دعاؤں سے نوازا۔

اِدھر کئی سالوں سے حج کے سفر میں بھی زیارت وملاقات کا موقع ملتا تھا، متعدد مرتبہ دہلی سے ایک ہی جہاز سے سفر ہوا، اور مدینہ منورہ میں اکثر مجلس میں حاضری کی سعادت ملی، وہاں مسلسل عرب طلبہ وعلماء کا آپ

کے اِردگرد اِجازتِ حدیث کے لئے جمگھٹا لگا رہتا تھا، اور دیارِ رسولؐ میں بھی آپ کا علمی فیض جاری رہتا تھا۔

تین سال قبل جب منیٰ میں حادثہ پیش آیا تو حج کے بعد آپ مکہ معظّمہ میں ''زمزم ٹاور'' میں مقیم تھے، احقر حاضر خدمت ہوا، تو توجہ سے حادثہ کا پورا حال سنا، پھر فرمایا کہ: ''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مفتی محمد فاروق صاحبؒ تو چلے گئے، اَب واپس نہ آئیں گے''۔ پھر شفقت سے فرمایا: ''تو کیوں واپس آگیا، تو کیوں نہ چلا گیا؟''۔ حضرت مفتی محمد فاروق صاحبؒ کے بارے میں آپ نے جو فرمایا تھا، وہ بعد میں سچ ثابت ہوا، اور چند دن کے بعد اُن کی وفات کی تصدیق ہوگئی، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

بعد میں ایک ملاقات پر حضرت امام بخاریؒ کی ایک نایاب کتاب ''برالوالدین'' مرحمت فرمائی، اور فرمایا کہ: ''اِس کا میرے پاس صرف ایک نسخہ ہے، تو اِس کا فوٹو کرا کے اپنے پاس رکھ لے''۔ چناں چہ حکم کی تعمیل کی گئی اور مذکورہ کتاب کا عکسی نسخہ حضرت کی یادگار کے طور پر احقر کے پاس موجود ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ: ''دو چیزیں اِنسان کو ہدایت پر قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں: (۱) علم صحیح (۲) صحبت صالح''۔

ایک موقع پر نصیحت فرمائی کہ: ''اپنے قلم اور زبان کو حتی الامکان محفوظ رکھنا''۔

گذشتہ سال احقر حاضر ہوا، اپنی تالیف ''ایک جامع قرآنی وعظ'' پیش کی تو فرمایا: ''دیکھ سلمان! سن لے! اَب میں نے اُردو کی کتابیں پڑھنی بالکل چھوڑ دی ہیں، اَب میری عمر بہت کم رہ گئی ہے، اَب میں چاہتا ہوں کہ قرآنِ کریم اور حدیث شریف کے علاوہ کچھ نہ پڑھوں''۔

آپ چوں کہ فقہ سے زیادہ حدیث میں اشتغال رکھتے تھے، اِس لئے قدرتی طور پر آپ فکر وعمل میں توسع کی طرف راغب تھے، اور عموماً درس اور ذاتی گفتگو میں بھی آپ کا یہ رنگ جھلکتا تھا؛ لیکن اِس بارے میں کسی تفرقہ بازی یا فتنہ انگیزی سے آپ کوسوں دور تھے۔ اکثر احقر جب حاضر ہوتا تو فرماتے: ''یہ آگیا حنفیہ کا مفتی......'' کبھی فرماتے: ''دیکھ سلمان! ہم سے دوستی رکھنی ہے تو محمدی بن جا''، احقر دبی زبان سے عرض کرتا کہ: ''حضرت! اجتہاد تو آپ جیسے حضرات کی شان ہے، ہم اِس لائق کہاں؟''۔

اِس مرتبہ ۱۴۳۷ھ میں) ایک دلچسپ واقعہ یہ پیش آیا کہ حج کے بعد مدینہ منورہ میں آپ حرم کے قریب ''بن لادن کی عمارت'' میں مقیم تھے، ایک دن ظہر کے بعد احقر حاضر ہوا، تو آپ کی مجلس میں مسجد نبوی کے ایک مؤذن، بعض عرب علماء اور ایک فلسطینی شامی عالم بھی موجود تھے، حضرت نے عربی میں اُن حضرات سے احقر کا تعارف کرایا کہ: ''یہ حضرت مدنیؒ کا نواسہ ہے، اور اِسے مضمون لکھنے کا بھی خاص سلیقہ ہے، وغیرہ''۔ پھر فرمایا: ''مگر اِس میں ایک ہی خرابی ہے کہ یہ پکا حنفی ہے۔ اور میرا طریق تو یہ ہے کہ میں براہِ راست ظاہر

حدیث پر عمل کرتا ہوں ......الخ‘‘۔ حضرت کی اس گفتگو پر مجلس میں موجود عرب علماء بڑے محظوظ ہوئے، اور خوب تائید کی، احقر ادباً خاموش تھا، اور جواب عرض کرنے کی ہمت نہیں ہورہی تھی؟ اسی درمیان فلسطینی عالم جو احقر کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے، اُنہوں نے فرمایا کہ حضرت میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، پھر اُنہوں نے بڑی مدلل اور جامع گفتگو کی، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ: ’’ہم جیسے طالب علم جن کو ناسخ ومنسوخ، راجح ومرجوح، صحیح وضعیف کا کچھ اتہ پتہ نہیں ہے، اگر آپ اُنہیں اِس طرح اپنے طور پر ظاہر حدیث پر عمل کرنے کی ترغیب دیں گے تو پھر دین تو اَناڑیوں کے ہاتھ میں مذاق اور کھلونا بن کر رہ جائے گا، ہر ایک تو آپ جیسا مخلص، محقق اور مجتہد ہو نہیں سکتا؛ لہٰذا عام آدمیوں کے لئے تو تقلید کے بنا چارۂ کار ہی نہیں ہے‘‘۔ اُن عالم صاحب کی گفتگو سن کر حضرت مسکراتے رہے، اور کوئی ردوقدح نہیں فرمائی، بعد میں مذکورہ عالم صاحب نے احقر سے فرمایا کہ: ’’میں نے تمہاری طرف سے ترجمانی کا فریضہ انجام دیا ہے‘‘۔ جس پر احقر نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔

اسی سفر میں اپنی سب اَسانید کی قراءت کے بعد تحریری اِجازت بھی مرحمت فرمائی، جو احقر کے پاس محفوظ ہے۔ فالحمد کلہ للہ۔

وفات سے چند روز قبل سہارن پور حاضری ہوئی، برادر عزیز مولوی مفتی محمد عفان سلمہ اور بچے بھی ساتھ تھے، مغرب کے بعد اَوابین میں مشغول تھے، فراغت کے بعد متوجہ ہوئے اور بڑی بشاشت سے دیر تک گفتگو فرماتے رہے، اِسی دوران فرمایا کہ: ’’تیرا اَصل میدان ’’علم وفتاویٰ‘‘ ہے تجھے کسی اور جانب زیادہ توجہ نہیں ہونی چاہئے‘‘۔ اور فرمایا کہ: ’’تم میرے فتاویٰ (علمی وتحقیقی سوال وجواب جو ’’نوادر الفقہ‘‘ اور ’’نوادر الحدیث‘‘ کے نام سے شائع شدہ ہیں) پر ضرور نظر ڈال لینا‘‘۔

اور چلتے ہوئے خلافِ معمول یہ فرمایا کہ: ’’میں نے کبھی کچھ کہہ سن دیا ہو تو معاف کرنا‘‘۔ یہ حضرت کی آخری زیارت تھی، اس کے چند روز کے بعد وفات کی جانکاہ خبر ملی۔ دوپہر میں مرادآباد سے روانہ ہوکر شام کو ساڑھے چار بجے سہارن پور پہنچے، دارالحدیث (دارجدید) کے دالان میں جنازہ رکھا ہوا تھا، پررونق چہرہ نورِ ایمانی سے دمک رہا تھا، زیارت کے لئے پروانوں کا ہجوم تھا، دور تک لائن لگی ہوئی تھی، عصر ہوتے ہوتے مجمع بے قابو ہوگیا، جدھر دیکھتے: اِنسانوں کا ایک سمندر نظر آتا تھا، تقریباً ایک گھنٹہ میں قبرستان کا ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے ہوا، اور مغرب سے آدھا گھنٹہ قبل نماز جنازہ ادا کی گئی، بعد اَزاں تدفین ہوئی، مجمع کی کثرت کی وجہ سے دیر رات تک مٹی دی جاتی رہی۔ بلاشبہ آپ کی وفات سے ایک زریں عہد کا خاتمہ ہوگیا، آپ اَکابر کے سلسلہ کے ایک یادگار فرد تھے، ہمارے طبقہ میں آپ کی وفات سے پیدا شدہ خلا آسانی سے پر نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بے حد بلند فرمائیں، اور آپ کی حسنات کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں، اور اُمت کو آپ کے نعم البدل سے نوازیں، آمین۔

□□□